وشوا بھارتی یونیورسٹی کے فارسی عربی اور اردو مخطوطات

از: جناب عبدالوہاب صاحب بدر بستوی، سنٹرل لائبریری، وشوا بھارتی یونیورسٹی، شانتی نکیتن، مغربی بنگال

(برہان ماہ نومبر سے پیوستہ)

لطائف الطوائف

مصنف علی صفی۔ صفحات ۲۵۲۔ کاتب اور سن کتابت مذکور نہیں۔ کتابت خوشخط۔ نسخہ ہذا کل چودہ[1] ابواب اور ہر باب کے تحت متعدد فصول مع عنوانات مشتمل تھا۔ لیکن پیش نظر نسخہ میں پہلا باب سرے سے نہیں ہے اور باب دوم کی دس فصلوں میں سے آخری صرف تین فصلیں موجود ہیں۔ کتابت میں جا بجا خامیاں ہیں پھر بھی نسخہ جس حالت میں بھی ہے اپنے موضوع اور بیانات کے لحاظ سے نہایت ہی اہم اور دلچسپ ہے جس کا اندازہ ذیل میں دیئے گئے نمونۂ ابواب سے کیا جا سکتا ہے۔ اختصاراً صرف ابواب کا نمونہ ذکر کیا گیا ہے اور فصول کی صرف مجموعی تعداد اور ان کی کتابت کی خامیوں کی وضاحت کی گئی ہے :

---

[1] مصنف موصوف اور ان کے والد ملا حسین واعظ کاشفی کے نام اور ان دونوں کی تصنیفات کے سلسلے میں ہمارے چند سابق بزرگ مصنفین کا سہو بعد کے اہل قلم کے لیے فاش غلطیوں کا موجب ہو گیا۔ باپ کی تصنیف بیٹے کی جانب، بیٹے کی باپ کی طرف، اسی طرح تخلص بھی ایک کا دوسرے سے منسوب کر دیا ہے۔ مثلاً حاجی خلیفہ مرحوم نے اپنی کتاب "کشف الظنون" جلد اول ص ۸۸۵ پر "رشحات عین الحیاۃ" کا مصنف "الحسین بن علی الواعظ الکاشفی البیہقی المشتہر بالصفی" لکھا ہے۔ مسٹر ایڈورڈ فنیک (E. Vandyke) نے "رشحات عین الحیاۃ" کا مصنف صفی اللہ لکھا ہے اور نام کی وضاحت کی ہے کہ "ہو حسین واعظ کاشفی" اور واعظ ہی مصنف کی کتاب "اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع") صفحات ۵۰۰ اور ۶۵۲۔ اور محترم غلام مصطفیٰ خان صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی علیگ نے اپنے ایک مضمون میں عجیب و غریب قیاس کے تحت "رشحات عین الحیاۃ" کو ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیف بتایا ہے (دیکھئے رسالہ معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۶۱ء ص ۱۳۱) اسی طرح حکیم شمس اللہ قادری مرحوم — "آثار الکرام" جلد اول ص ۲۰ ایڈیشن نظر نسخہ (لطائف الطوائف) کو ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیف لکھتے ہیں۔ ملا حسین واعظ کاشفی کی ایک کتاب "تحفۃ الصلاۃ" کو ان کے بیٹے علی صفی کے نام سے جوڑ دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے کیٹلاگ پبلک لائبریری (بوہار کلکشن جلد اول ص ۸۵) ملاحظہ کیجئے۔ اس طرح کی غلطیاں عام طور پر صرف ایک دو کتابوں پر اعتماد کر لینے سے ہوا کرتی ہیں۔ جب سامنے کسی سابق مصنف کی کوئی مطبوعہ کتاب ہو جس سے ہم کوئی حوالہ لینا چاہیں تو ضروری ہے کہ اس کے ساتھ چند مزید کتابیں بھی پیش نظر رہیں تو مختلف اقوال میں ایک توازن ضرور نکل آئے گا۔

(۱) باب اوّل [۱] در بیان استحباب و ذکر بعضی از مطایبہا کہ پیغمبرؐ با صحابہ فرمودند۔
(۲) ″ [۲] دوم در ذکر بعضی از نکات و شریفہ حکایات لطیفہ ائمہ معصومین با خواص خویش الخ
(۳) ″ سیوم در ذکر حکایات لطیفہ و نکات ظریفہ سلاطین (مع دس فصول)
(۴) ″ چہارم در لطائف امراء و مقربان و ظرائف وزراء و ارباب دیوان (مع چھ فصول)
(۵) ″ پنجم در لطائف ادیبان و منشیان و ندیمان و سپاہیان و دلیران در مناظرہ پادشاہان (مع چھ فصول) یہاں فصل سوم کا عنوان مذکور نہیں۔
(۶) باب ششم در لطائف اعراب و نکات فصحاء و بلغاء و ذکر بعضی از حکم و امثال الیشان (مع پانچ فصول)
(۷) ″ ہفتم در لطائف مشائخ و علماء و قضاۃ و فقہاء و اصحاب تذکیر (مع آٹھ فصول) یہاں فصل ششم و ہفتم کا کوئی عنوان نہیں لیکن واقعات مذکور ہیں۔
(۸) باب ہشتم در لطائف و فوائد حکماء متقدمین (مع آٹھ فصول)۔ اعدادِ فصول کا ذکر نہیں لیکن بیانات ہر فصل کے اپنی اپنی جگہ بالتفصیل موجود ہیں جن کی وضاحت دیگر مقامات کے نسخوں سے ہو جاتی ہے۔
(۹) باب نہم در لطائف شعراء و بدیہہ گفتن ایشان در محلہا و ذکر بعضی از عجائب صنائع شعری و غرائب بدائع فکری ایشان (مع نو فصول) یہاں فصل ہشتم کا فقرہ مذکور نہیں لیکن عنوان موجود ہے۔
(۱۰) باب دہم در لطائف ظریفان از مردان و زنان (مع گیارہ فصول)
(۱۱) ″ یازدہم در حکایات و لطائف بخیلان و پرخواران و طفیلیان (مع پانچ فصول)، اس میں صرف فصل اوّل کا عنوان مع واقعہ موجود ہے لیکن بقیہ فصول اور ان کے بیانات نہیں پائے جاتے۔
(۱۲) باب دوازدہم در لطائف طامعان و دزدان و گدایان و کوران (مع آٹھ فصول)
(۱۳) ″ سیزدہم در لطائف کودکان و غلامان و کنیزکان زیرک تیز فہم (مع سات فصول) (اس میں فصول کی ترتیب نہایت ہی گنجلک ہے)۔

---

[۱]، [۲] اِن دونوں ابواب کے عنوانات کیٹلاگ خدابخش لائبریری پٹنہ کے نمونے سے نقل کیے گئے ہیں (ملاحظہ ہو جلد ۸ ص ۱۴۹)

(۱۴) باب چہاردہم در لطائف و حکایت (حکایات) ابلہان و گدایان و مدعیان نبوت (مع سات فصول)
اس باب میں صرف فصل اول کا عنوان مع واقعات مذکور ہے لیکن بقیہ فصول کے عنوانات تو نہیں البتہ بیانات موجود ہیں۔

مذکورہ ابواب کی تفصیل کے بعد ایک صفحہ بیاض ہے اور اس کے بعد والے صفحہ پر مصنف نے سورۂ فاتحہ کی تشریح کی ہے اور اس کے ضمن میں مختلف مفسرین، بزرگان دین اور معتبر کتب سے سورہ مذکور کے بارے میں جو تشریحات میسر آئیں انھیں بھی ذکر کر دی ہیں۔ پھر سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ / ۷۷۷ء) کا ایک خاص واقعہ لکھا ہے جو ایک دن نماز شام کی امامت کے دوران پیش آیا تھا۔ اور اس طرح کہ موصوف جب دوران قرأت "ایاک نعبد وایاک نستعین" آیت پر پہنچے تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر اس کے بعد عبودیت و رسالت کے نکات کا بیان مذکور کیا ہے جس کے سلسلے میں حضرت ذوالنون مصریؒ (متوفی ۱۶۱ھ / ۷۷۷ء) اور جنید بغدادیؒ (متوفی ۲۹۷ھ / ۹۰۹ء) کے فرمودات ہیں۔

مصنف نے اپنی یہ کتاب ۹۳۹ھ / ۱۵۳۲-۳۳ء میں تصنیف کی جس میں ذات انسانی کے ہر طبقہ کے لئے عبرت و موعظت، ہدایت و رہنمائی اور علم و فن کے نکات کا بیش بہا خزانہ مہیا کر دیا ہے۔ نسخہ مذکور (۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء) میں بمبئی سے طبع ہو چکا ہے[1]۔ نیز شیخ عبدالقادر سرفراز مرحوم کی تحریر کے مطابق ایران، ہندوستان اور یورپ میں بھی طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے[2]۔ اور مسٹر ڈبلو۔ ایوانو لکھتے ہیں کہ مسٹر چ۔ شیفر (Ch. Schefer) نے مع دیباچہ اور نوٹ غالباً ۱۸۸۳ء میں مرتب کر کے شائع کیا[3]۔

بصورت قلمی یہ کتاب بمبئی یونیورسٹی کی لائبریری، نیشنل لائبریری (بوہار کلیکشن) کلکتہ، خدا بخش لائبریری پٹنہ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی موجود ہے۔ مصنف موصوف کی دیگر تصانیف:

۱۔ "حکایات محمود و ایاز" بروزن "لیلیٰ مجنوں"۔ اس منظوم کے سلسلے میں ملا آخوند شاہ ہروی لکھتے ہیں:
"از منظومات مولانا فخرالدین علی حکایات محمود و ایاز است کہ بروزن لیلیٰ مجنوں در سلک تحریر کشیدہ و

---

[1] [illegible] ص ۱۸، مصنفہ حکیم شمس اللہ قادری مرحوم۔ [2] کیٹلاگ آف عربی، فارسی اور اردو، لائبریری آف بمبئی [illegible]
[3] کیٹلاگ فارسی قلمی ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ ص ۱۲۸۔

دریاں مردم مشہور است و بسیاری از معانی دقیقہ دراں رسالہ مندرج و مذکور است"[۹]۔

۲۔ "رشحات عین الحیات" یہ کتاب نقشبندی عظامی شیوخ کا تذکرہ ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ اپنے روحانی پیشوا شیخ عبید اللہ احرار (متوفی ۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء) کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ جسے مصنف موصوف نے سولہ[۱۰] سال (۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء تا ۹۰۹ھ/۱۵۰۴ء) میں مکمل کیا۔ یہ کتاب متعدد بار ترکستان اور ہندوستان سے طبع ہو چکی ہے[۱۱]۔ اور اسکے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں: عربی ترجمہ شیخ محمد بن مراد بن عبداللہ نے کیا جو مکہ معظمہ سے طبع ہوا[۱۲]۔ ترکی ترجمہ محمد المعروف ابن محمد الشریف العباسی (متوفی ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء) نے باسم سلطان مراد خان ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء میں کیا تھا[۱۳]۔ فارسی ترجمہ محمد حسین بن محمد ہادی العقیلی الشیرازی نے بنام "توضیح الرشحات" کیا۔ اور ایک اُردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے[۱۴]۔

حیاتِ مصنف: نام علی، تخلص صفی اور لقب فخر الدین۔ وطن سبزوار (ہرات)، مشہور و معروف مصنف اور بزرگ مُلا حسین واعظ کاشفی کے فرزند اور خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندیؒ (متوفی ۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء) کے روحانی فیض یافتہ اور بعہد حکومت مرزا سلطان حسین بایقرا (۸۷۲ھ/۱۴۶۸ء تا ۹۱۲ھ/۱۵۰۶ء)۔ موصوف کسی بنا پر ایک سال ہرات کے قید خانہ میں مقید تھے۔ جیل سے رہائی کے بعد غرجستان[۱۵] چلے گئے جہاں کا حکمراں شاہ محمد سلطان تھا۔ اس نے مولانا علی صفی کی کافی قدر و منزلت کی اور اپنی بہتر سلوک نوازیوں سے سکون و اطمینان قلب کا موقعہ فراہم کیا۔ یہاں جب موصوف کو بے فکری میسر آئی تو پیش نظر نسخہ "لطائف الطوائف" شاہ مذکور کے اعزاز میں تصنیف کی۔

---

۹ روضۃ الصفا، جلد ہفتم: ص ۹۰۔ ۱۰ کٹلگ فارسی قلمی ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ، جلد اوّل ص ۹۵۔
۱۱ فہرست کتب غلام رسول سورتی، بمبئی ۱۳۲۲ھ-۱۹۱۱ء۔ ص ۱۲-۱۱۔ ۱۲ کشف الظنون جلد اوّل۔ ص ۵۷۱۔
۱۳ کٹلگ خدابخش لائبریری پٹنہ، جلد ۸۔ ص ۲۶۔ ۱۴ فہرست کتب کلاں منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور ۱۳۴۲ھ ص ۱۰۶۔
۱۵ یہ ایک پہاڑی علاقہ ہرات کے شمال مشرق میں واقع تھا جسے شروع زمانہ کے عرب جغرافیہ نویسوں نے "غرج الشار" لکھا ہے۔ ان پہاڑوں کے حکمرانوں کا لقب شار تھا اور "غرج" علامہ مقدسی کی روایت کے مطابق وہاں کی بولی میں پہاڑ کو کہا جاتا تھا۔ دور وسطیٰ کے آخری دور میں یہ علاقہ عام طور پر "غرجستان" کہلانے لگا۔ اور اسی نام سے مغلوں کی تاریخ میں اسکا ذکر پایا جاتا ہے۔ مسٹر جی۔ بی اسٹرینج — (G. LESTRANGE) کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ "جغرافیہ خلافت شرقی" ص ۶۲۸ میں مزید تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد فاروقی نے علامہ مقدسی بشاری کی کتاب "احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" کے اردو ترجمہ کے نوٹ ص ۱۴۲ پر لکھا ہے کہ آجکل یہ پہاڑی علاقہ شمالی افغانستان میں داخل ہے۔

ہرات کے دوران قیام وہاں کی جامع مسجد کے خطیب علی صفی کے والد ملا واعظ کاشفی (متوفی ۹۱۰ھ) تھے جب آپ کی وفات ہوگئی۔ تو یہ سعادت خطابت علی صفی کے حصے میں آگئی۔ ملا خاوند شاہ ہروی لکھتے ہیں:

"مولانا فخر الدین علی قائم مقام والد بزرگوار مولانای خویش بودہ صباح جمعہ در مسجد ہرات کہ منبع امتنان فیوضات است بہ نصیحت وارشاد فرق عباد می پردازد۔ والحق دراں امر بالغ وجہی واحسن صوتی رایت تفوق براماثل واقاصل می افرازد وازسایر اقسام فضائل بہرہ تمام دارد وہموارہ نقش تتبع سنن سنیہ حضرت مصطفویہ برلوح خاطر می گذارند"[1]

وفات مصنف کتاب لطائف الطوائف کی تکمیل کے سال ۹۳۹ھ/۱۵۳۲-۳۳ء میں ہوئی اور خواجہ بہاالدین نثاری بخاری کی تحریر کے مطابق موصوف کی تدفین مقام اوبہ (ہرات) میں ہوئی[2]

معدن الجواہر مصنف مولوی طرزی۔ صفحات ۲۳۰۔ کاتب شیخ کمال محمد ولد شیخ عبدالکریم۔ تاریخ کتابت ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء مقام کتابت پورنیہ (بہار)۔ درعہد حکومت بادشاہ محمد شاہ غازی۔ سال تصنیف ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء۔ موضوع نسخہ اخلاقیات ہے۔

مصنف نے یہ کتاب شہنشاہ جہانگیر کے نام سے معنون کی ہے۔ اس میں ایسی نادر حکایات جمع کی ہیں جن کے بارے میں موصوف کا دعویٰ ہے کہ دیگر کتب میں اس جیسی حکایات نہیں پائی جائیں گی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"بعضی از وقائع ہند کہ در کشور ہندوستان وولایت دیگر بوقوع آمدہ خالی از غرائب عجائب نیست ودر ہیچ یکی از کتب پیشینیان مذکور ومنظور نبود نگاشتہ شدہ بحکم کل جدید لذۃ"[3]

نسخہ مذکور میں کل بائیس ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت جتنی حکایات ہیں ان کے اختتام پر جہانگیر کی

---

[1] روضۃ الصفا، جلد ہفتم ص ۹۰ — [2] تذکرۃ الاحباب، ص ۱۸۷۔ غالباً یہ وہی مقام ہے جسے مسٹر جی بی اسٹرینج (G. Lestrange) نے "اوفہ" لکھا ہے اور واضح کیا ہے کہ مقام ہرات کے شمال مشرق میں ایک شہر ہے تفصیل کے لیے موصوف کی کتاب کا اردو ترجمہ "جغرافیہ خلافت مشرق" صفحہ ۲۲ قابل دید ہے — [3] دیباچہ نسخہ مذکور ص ۱۴۔

شان میں تعریفی اشعار ہیں۔ لکھتے ہیں :

"این نگارخانہ معانی را کہ غیرت ارژنگ مانی است بہ بیست و دو باب آرائش دادم و خاتمہ هر داستان را بیک قطعہ کہ مشتمل بر دعای خدیو روزگار مطرز ساختم"۔ ؎

حیرت ہے کہ دیباچہ کے بعد جو فہرست الابواب ہے اس میں صرف سولہ ابواب کا ذکر ہے لیکن اسی صفحہ کے حاشیہ پر باب سوم تا بیست و دوم کی بھی تفصیل مذکور ہے۔ پھر خامہ کاتب کا کرشمہ ہے کہ متن میں پورے بائیس ابواب کی حکایات و قصص بالتفصیل موجود ہیں لیکن متن اور حاشیہ پر دیئے گئے ابواب میں ایک دوسرے کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی۔ مزید برآں جیوں جیوں نسخہ کے اوراق الٹے جائیے ایک لاینحل عقدہ سامنے آتا جاتا ہے۔ چنانچہ حکایات کے اصل بیانات جہاں سے شروع ہوتے ہیں ان میں صرف باب اوّل مع عنوان کی کتابت ملتی ہے اور بعد میں لفظ "ابواب" و عنوان کے بجائے صرف قصہ دوم، قصہ سوم درج ہے۔ غرضیکہ یہ طرز کتابت آخر تک ہے۔ کتابت کی خامیوں کے باوجود متن اور حاشیہ سے مکمل بائیس ابواب مع عنوان ایک فہرست مکمل کرکے ذیل میں دی جارہی ہے جس سے نسخہ کا موضوع اور اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکے گا :

باب اوّل در بیان درجۂ شہادت قدرتی و تصرفی الخ

" دوم در بیان عشق و محبت کہ وصال بمطلوب حقیقی است۔

" سوم در بے فرمانی و بیوفائی ولی نعمت حقیقی و پاداش آں۔

" چہارم در فضیلت و دیانت کہ صیقل مرآت ایمان الخ۔

" پنجم در وفا و حقیقت پروری در پاداش تہمت و افترا۔

" ششم در دادگستری و عدل پروری۔

" ہفتم در فضیلت توکل و قناعت و عبادت۔

؎ دیباچہ نسخہ مذکور ص ۱۵

باب ہشتم در وضعیت کل حلال و صدق مقال۔
" نہم در بیان استغنای ایزد کہ آستین روی افشاند بر خرقہ پوشان الخ۔
" دہم در بیان بخشائش الٰہی دربارۂ سرگشتگان بادیۂ ضلالت۔
" یازدہم در بیان آنکہ طینت آدمی را باب غم الخ۔
" دوازدہم در مذمت فقرای واضطراری۔
" سیزدہم در بیان عجائباتی کہ از پردۂ غیب بظہور می آید۔
" چہاردہم در بیان حقیقت سرود۔
" پانزدہم در بیان کمال دانائی رای واہل منجم۔
" شانزدہم در پاداش اندیشہ تباہ در حق مردم بے گناہ۔
" ہفتدہم در بیان احوال ستارہ ...... واز آب شناسان۔
" ہیژدہم در بیان لطافت سرود۔ (باب چہاردہم جیسا عنوان ہے)
" نوزدہم در بیان شگفتہای تقدیر۔
" بیستم در مذلت فقر واضطراری۔ (باب دوازدہم کا بھی تقریباً یہی عنوان ہے)
" بست و یک درنگارش تلبیس زنان۔ باب بست و دوم درگذارش آباواجداد مصنف و خاتمہ کتاب۔

یہ کتاب معدن الجواہر لکھنؤ سے ۱۸۷۶ء میں طبع ہو چکی ہے[1] اور قلمی صورت میں نیشنل لائبریری (بوہار کلیکشن) کلکتہ، خدابخش لائبریری پٹنہ، کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی موجود ہے۔

تلاش بسیار کے باوجود مصنف کی حیات سے متعلق کوئی تحریر نظر سے نہیں گذری۔ صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف عہد جہانگیری میں ایک باصلاحیت عالم و فاضل تھے۔ مذکورہ بالا دیئے گئے نمونۂ ابواب کے آخری باب سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنے خاندانی حالات زندگی ضرور لکھے ہوں گے لیکن افسوس کہ مجھے ایک سطر بھی اس سلسلے میں نظر نہیں آئی البتہ اپنی مذکورہ تصنیف کے سلسلے کی لن ترانیاں خوب کی ہیں۔

---

[1] کیٹلاگ خدابخش لائبریری پٹنہ۔ جلد ۹ ص ۲۰۳۔

مجموعۂ خانی مصنف کمال کریم ناگوری، صفحات ۴۴۳، کاتب شیخ زکن الدین ضلع بیر بھوم (مغربی بنگال)، تاریخ کتابت ۲۶ رمضان ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء، کتابت خوشخط۔ یہ نسخہ لاہور سے ۱۳۱۳ھ میں طبع ہوچکا ہے۔[1]

شروع کے چندرہ صفحات ناقص ہیں جن میں دیباچہ و فہرست عنوانات کی تفصیل تھی لیکن باقی حصہ نہایت ہی اچھی حالت میں ہے۔ یہ نسخہ مسائل فقہ پر مشتمل ہے جس کے مضامین کی ترتیب "کتاب" "ابواب" اور "فصول" کے تحت تھی لیکن افسوس ہے کہ کتاب میں کاتب کی لاپرواہی متعدد مقامات پر نمایاں ہے۔ مخصوص اور بڑے عنوانات حسب ذیل ہیں :

(۱) کتاب الطہارت (۲) کتاب الصلوٰۃ (۳) کتاب الزکاۃ (۴) باب الصوم (کتاب کے بجائے 'باب' کی کتابت ہے) (۵) کتاب الحج۔

مسٹر ڈبلیو۔ اوانو (W. IVANOW) کی تحریر کے مطابق نسخہ مذکور کی تصنیف ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء کے قبل ہوئی ہے۔ جسے مصنف نے گورنر مقامی عزالدین عالم قلیغ بہرام خان سے معنون کی ہے۔[2] ڈاکٹر محمد حبیب اللہ پروفیسر اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر (ڈھاکہ یونیورسٹی بنگلہ دیش) لکھتے ہیں کہ یہ بہرام لکھنوتی (بنگال کے گورنر تھے۔[3] مصنف کے بارے میں کچھ بھی مواد کہیں سے میسر نہ آیا۔

یہ نسخہ مسلم یونیورسٹی لائبریری علی گڑھ (مجموعہ سبحان اللہ)، خدابخش لائبریری پٹنہ، ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ اور کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد میں بھی پایا جاتا ہے۔ چند کٹلاگ کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف موصوف نے اپنی اس مذکورہ تصنیف کا ایک "تتمہ" بھی تیار کیا تھا جس میں "کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کتاب العتاق اور کتاب الفرائض کی مکمل تشریحات درج کی ہیں یہ تتمہ بھی

---

[1] کٹلاگ خدابخش لائبریری پٹنہ، جلد ۱۴، ص ۸۷ -

[2] کٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ جلد دوم ص ۴۹۸ -

[3] کٹلاگ ڈھاکہ یونیورسٹی لائبریری (بنگلہ دیش) جلد اول ص ۲۶۶ -

کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد میں موجود ہے۔

کتاب "مجمع الغرائب" کا ایک نسخہ اور بھی دھوا بھارتی یونیورسٹی لائبریری میں ہے جس کے صرف ۲۸۲ صفحات ہیں۔ ابتداء، درمیان اور آخر کے کئی صفحات ناقص ہیں لیکن کتابت نہایت ہی خوشخط ہیں۔ نسخہ علی گڑھ کی طرح اس میں بھی کتابت کے نقائص پائے جاتے ہیں۔ کاتب اور تاریخ کتابت نہیں مذکور ہے۔

رقعات

مصنف امان اللہ حسینی، صفحات ۶۶۔ کاتب اور سال کتابت کا ذکر نہیں ہے۔ کتابت خوشخط۔ کل رقعات چورانوے[۹۴] ہیں جو تصوف سے متعلق عظمائی شیوخ کو لکھے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان رقعات میں کسی مخصوص مخاطب کا ذکر موجود نہیں ہے۔ البتہ ہرمن ایتھے (HBR MANN ETHE) نے حسب ذیل چودہ[۱۴] بزرگوں کے نام ذکر کیے ہیں۔

(۱) مرزا جلال الدین حسین نیشاپوری (۲) خواجہ ظہیر الدین (۳) ابوالقاسم سرہندی قاضی زادہ (۴) شیخ حسین لاہوری (۵) شیخ بایزید (۶) مرزا محمود بیگ مستوفی (۷) عبدالشکور (۸) مولانا جمال محمد برہانپوری (۹) مولانا ثنائی (۱۰) مرزا نظام الدین (۱۱) سید مرتضیٰ (۱۲) محمد فضل اللہ (۱۳) درویش عبداللہ (۱۴) درویش بابا سلیم وغیرہ[۱] ممکن ہے یہ مذکورہ نام انڈیا آفس لائبریری والے نسخہ میں بصراحت موجود ہوں۔ پھر دوسرے مقام پر مسٹر ہرمن ایتھے لکھتے ہیں کہ امان اللہ حسینی کے ان رقعات کے علاوہ دیگر قسم کے رقعات کا بھی ایک مجموعہ ہے جو تعلیم خطوط نویسی پر مشتمل ہے اور جو "انشای خانزاد خان" کے نام سے مشہور ہے[۲] اور یہ دونوں ہی قسم کے رقعات کلکتہ اور لکھنؤ سے ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۷ء میں طبع ہو چکے ہیں۔

تصوف سے متعلق رقعات کا مجموعہ خدا بخش لائبریری پٹنہ، نیشنل لائبریری (بوہار کلکشن) کلکتہ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری[۳] کلکتہ[۴] میں بھی موجود ہے۔ نیز کتب خانہ[۵] آصفیہ سرکار حیدرآباد[۶]

---

[۱] کیٹلاگ انڈیا آفس لائبریری لندن، جلد اول ص ۱۰۵۲۔ [۲] ایضاً ص ۱۱۴۷۔ [۳] اس لائبریری میں مطبوعہ بھی پایا جاتا ہے۔ [۴] یہاں مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء بھی موجود ہے۔ [۵] یہاں ایک مطبوعہ بھی ہے۔ [۶] اس کتب خانہ میں ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء لکھنؤ کا مطبوعہ بھی پایا جاتا ہے۔

صولت پبلک لائبریری رامپور (یوپی) اور مدرسہ عالیہ کلکتہ کی لائبریری میں پایا جاتا ہے لیکن ان آخری تینوں مقامات کے رقعات کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ تصوف سے متعلق ہیں یا طلبہ کی خطوط نویسی کی تعلیم کے لیے۔ کیونکہ ان کی کتالگ میں کوئی صراحت نہیں ہے۔

حیات صاحب رقعات: نام امان اللہ حسینی، تخلص امانیؔ، شاہی خطابات خانہ زاد خاں (یا خانزاد خان) اور خانزمان۔ مورخ شاہ نواز خان (شہید ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۸ء) کی تحریر کے مطابق موصوف کا خاندانی نسب امام موسیٰ الرضاؑ (متوفی ۲۰۳ھ / ۸۱۸ء) سے ملتا ہے۔ امانی کے دادا غیور بیگ اصل میں باشندۂ شیراز تھے۔ جہاں سے کابل (افغانستان) چلے آئے۔ یہاں مرزا محمد حکیم سے شناسائی پیدا کر کے ان کے ساتھ رہنے سہنے لگے۔ جب مرزا جی کی وفات ہو گئی تو غیور بیگ ہمایوں بادشاہ کی ملازمت میں شامل ہو گئے اور جنگ چتوڑ میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ ان کا لڑکا زمانہ بیگ (جو عہد جہانگیری و شاہجہانی میں مہابت خاں کے نام سے مشہور ہوا) بعمر خوردسالی شاہزادہ سلیم کے ساتھ منسلک ہو کر بخشی گری پیشہ سے سرفراز ہوا[۱] خود جہانگیر نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے:

> زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی را کہ از خوردسالی خدمت بار من می کرد و در ایام شاہزادگی از پلہ احدی بمنصب پانصدی رسیدہ بود خطاب مہابت خانی دادہ بہ منصب ہزار و پانصدی امتیاز بخشیدم و خدمت بخشیگری شاگرد پیشہ بدو مقرر گشت۔[۲]

(جاری)

83417
11.2.86

---

۱ مآثر الامراء جلد سوم ص ۸۶ - ۳۸۵

۲ تزک جہانگیری ص ۱۱